خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 80

Track - 4

10:00

''ہمارے ملک میں مزارات بہت ہیںکیا ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ یہ مزار کس بزرگ کا ہے؟''

طریقہ تو ہےلیکن کیا ضرورت ہے آپ مزاروں کاپتہ لگاتے پھریں۔ اللہ اللہ کرو، مسجدمیں بیٹھو، نماز پڑھو ، روزہ رکھو، مراقبہ کرو۔ مقبروں کے چکر میں یہاں وہاں خواہ مخواہ واہی تباہی چھوڑو۔ کیا ضرورت ہے؟ دیکھیں یہ کشف القبور ایک اصطلاح ہے تصوف میں، روحانیت میں۔ اور اس میں یہ ہوتا ہے کہ جب قبر کے پاس جاکر بیٹھتا ہے تو صاحب مزار یا صاحب قبر کی ضروری نہیں بزرگ ہی ہو کوئی بھی ہو دیکھیں ہندو بھی ہوسکتا ہے، کافر بھی ہوسکتاہے، سکھ بھی ہوسکتا ہے، مسلمان بھی ہوسکتا ہے ، کوئی اللہ والا بھی ہوسکتا ہے۔کشف القبور کا مطلب قبر کے اندر جو ہے وہ نظر آجائے۔ لیکن اب یہ ہے کہ اس کے لئے آدمی اتنی مشق کرے کہ صاحب دس سال، بیس سال لگائے کہ صاحب مجھے قبر کے اندر کا حال معلوم ہوجائے۔ تو بھائی یہ دس سال اس کام کے لئے کیوں نہیں لگاتے کہ آپ کو اللہ نظر آجائے؟ اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوجائے۔ اب مقبرے ہیں ہونے دو کیا ہے۔ اب مقبرے کی جو ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پاکستان ہندوستان میں اور ہمیں تو کہیں بھی نظرنہیں آتے مقبرے۔ یہ میرا خیال ہے کوئی غیر ضروری بات ہے۔ یہ معلوم کرنا کہ کون سے مقبرے میں کیا ہے۔ بھئی اگر وہ مقبرے چلئے کسی ولی اللہ کا نہیں بھی ہے تو اس کے اندر کوئی نہ کوئی تو ہوگااللہ کا بندہ۔قبر ہے تو ظاہر ہے مسلمان ہی ہوگا۔ آپ وہاں کھڑے ہوکے کچھ پڑھ دیں، ایصال ثواب کردیں کوئی فائدہ ہی پہنچ جائے گا۔ اس کا کھوج لگانا کہ کیا، کھوج لگانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ وقت ضائع کرنے کے علاوہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آدمی مراقبہ کرے، روحانیت سیکھے۔ جن لوگوں کے مقبرے ہیں وہ اس لئے مقبرے ہیں کہ وہ اللہ کے دوست ہیں تو آپ اللہ کے دوست کی طرح ان جیسے بنیں۔مقبرے کو ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔ اچھا وہ پھر بعض لوگ بیٹھے ہی بیٹھے حال بتادیتے ہیں۔ بعض لوگ وہ بالکل سن ہوجاتے ہیں آپ نے بھی دیکھا ہوگا۔ وہ بہت اچھا گانا ہوتا تو آدمی بیٹھے بیٹھے اس طرح بے خبر ہوجاتا ہے اس طرح ماحول کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ہر شخص کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہوتا ایسا کبھی کبھی۔ اب دیکھئے اس میں ایک سرور کی کیفیت جو ہے وہ ان پر استغراق کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ سو جاتے ہیں۔ یہ مجھے بھی اس سلسلے میں زندگی میں ایک ہی دفعہ تجربہ ہوا۔ ایک صاحب کوئی ناظم آباد میں ایک صاحب

مجاور تھے چشتیہ سلسلے کے وہ مجاور تھے۔ مغرب کے بعد اس زمانے میں ناظم
آباد میں آبادی ہی نہیں تھی دو تین گھر ہی ہوتے تھے۔ تو میں باہر کھڑے ہوکر
سن رہا تھا۔ پھر میں اندر جھانک کے دیکھا تو وہاں ایک صاحب لڑکا تھا وہ گا رہا
تھا اور خود بھی بے خبر آنکھیں بند کرکے بالکل مست ۔ میںبھی جاکر بیٹھ گیا۔
مجھے یہ خیال آیا وہاں بیٹھے بیٹھے بھئی یہ چشتیہ سلسلے کی نسبت سے لوگ
بہت زیادہ قوالیاں سنتے ہیں، گانے بھی سنتے ہیں۔ وہ ایسا کیا جائے کہ اپنا ذہن
جو ہے چشتیہ نسبت کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اور خواجہ غریب نواز کا تصور
کیا جائے۔ تو میں نے وہ غیر اختیاری طور پر چشتیہ نسبت کی طرف اپنا ذہن
لگایا تو اس سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ میری اپنی کیفیات ہیں ممکن ہے
دوسروں کو بھی یہی ہوتا ہوگا کہ میں نے اپنے اندر ایک قسم کی لہریں دوڑتی
ہوئی محسوس کیں۔ ایسے جیسے آپ کی انگلی کرنٹ اس میں لگ جائے سوئچ
میں تو کرنٹ لگتا ہے۔ ایک تو کرنٹ جھٹکے دار لگتا ہے۔ ہ ہلکا، ہلکا ، ہلکا ، ہلکا
سا کرنٹ جیسا۔تو اس سے مجھے سروری کیفیت پیدا ہوئی۔ کہ یہ یہ کیا ہورہا
ہے۔ کرنٹ کہاں سے آگیا۔ جیسے جیسے وہ کرنٹ یا سرور بڑھتا چلا گیا تو میرا
انہماک اس میں جو بج رہا تھا باجا میں سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا بس دھن
تھی وہ میرا ذہن اتنا میرا ذہن ا س کے اندر منہمک ہوگیا کہ مجھے اپنے جسم
کی خبر نہیں رہی۔ کافی دیر کے بعد اللہ کو پتہ ہے کتنی دیر کے بعد تو جب
مجھے ہوش آیا تو میری تمام کہنیاں ، گھٹنے، یہ سب، سب زخمی تھے۔ بھئی یہ
کیا ہوگیا؟ تو ان سے میں نے پوچھا یہ میری چوٹیں کیسے لگیں یہ انہوں نے کہا
بھئی آپ کے اوپر حال آگیا تھا اور آپ یہاں جو ہیں اس وقت کمرے میں لیٹے لیٹے
ہل رہے تھے کبھی ادھر ہورہے تھے کبھی ادھر ہورہے تھے۔ تو میں نے کہا بھئی
یہ حال تو بیٹھے اپنا یہ کھیل تماشہ ہی ہوتا ہے۔ تو اس سے ہوا یہ کہ میں
نے جو محسوس کیا وہ یہ ہے کہ بہرحال نسبت کو حال کو آپ لہروں کے علاوہ
کوئی دوسرا نام نہیں دے سکتے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی آپ کی طرف متوجہ ہوتا
ہے تو ظاہر ہے وہ جو توجہ کو آپ بہرحال خیال کا نام دیں گے کہ ایک آدمی نے
اپنے پورے خیالات میری طرف لگا کے اور میری طرف متوجہ ہوگئے۔ تو وہ خیالات
کو بھی روشنیوں اور نور کے علاوہ کوئی نام نہیں دے سکتے، لہریں ہی کہیں گے
اس کو۔ ہم جو یہ باتیں کررہے ہیں اور میرے منہ سے جو یہ الفاظ نکل رہے
ہیں ظاہر ہے یہ لہریں ہیں۔ اور لہریں آپ کے کان کے پردوں سے ٹکرا رہی
ہیں اور آپ سن رہے ہیں۔ اور اگر یہ لہریں نہ ہوں آواز آپ تک کیسے پہنچے
گی۔ بھئی آج کل تو بہت آسان ہے سمجھنا۔ ریڈیو ہے ہ فریکوئینسی پر چلتا ہے۔
اب آپ نے ایک میڈیم ویو کرلیا، ایک شارٹ ویو کرلیا، ایک وہ کرلیا تو اگر وہ فضا
میں لہریں گشت نہیں کررہی ہے تو ریڈیو نے کیا چیز پکڑی؟ اب پھر جب ریڈیو
نے اس کو جب نشر کیا آپ کے کانوں نے کیا سنا ہ ظاہر ہے وہ لہریں ہیں۔اسی
صورت سے ٹی وی ہے۔ امریکہ میں جناب ٹی وی اسٹیشن پہ وہ کشتی لڑ رہے
ہیپہلوان آپ یہاں دیکھ رہے ہیں۔ تو جو وہ وہاں کشتی لڑ رہے ہیں تو وہاں

سے یہاں تک ٹی وی اسکرین پر جو چیز آرہی اس کو ہم لہروں کے علاوہ کیا نام دے سکتے ہیں؟ تو اب توجہ بھی لہریں ہی ہیں۔ جب گانے میں انہماک ہوگا ، آپ کا ذہن بھی ہوگا تو ظاہر ہے پھر آپ کی ذہنی کیفیات میں بھی تبدیلی ہوجائے گی آپ کا شعور ہے وہ جسم سے دور ہوجائے گا۔ یعنی جسمانی جو حدود متعین ہیں آپ کی، ٹائم اسپیس کی اس سے آپ پھر آزاد ہوجائیں گے۔ اور جب آپ آزاد ہوجائیں گے شعور ڈھیلا پڑ جائے گا اس کے بعد کوئی بھی کیفیت ہوسکتی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں حال ، کہتے ہیں صاحب حال آگیا، یہ ہوگیا، وہ ہوگیا۔ اس کی کوئی روحانیت میں اس کی کوئی اتنی زیادہ اہمیت بھی نہیں ہے۔ لیکن کچھ سلسلے ایسے ہیں مثلا چشتیہ سلسلہ ہے اب نقشبندیہ سلسلے والے وہ قوالی سنتے ہی نہیں۔ وہ تو کہتے ہیں اس کو کچھ کہتے ہیں ناجائز ہے۔ حضرت مقصود صاحب حاجی ملنگ بابا کے صاحبزادے ہیں ان کا بھی ایک واقعہ میں نے پڑھا تھا کہ صاحب وہ کوئی وہاں اوپر چھت پر بیٹھے ہوئے تھے وہاں وہ کسی نے بانسری بجائی یا کوئی چیز بجائی۔ وہ اس گانے میں اتنے منہمک ہوئے، اتنے منہمک ہوئے کہ وہ چھت پر سے ہی گر گئے۔ ان کو پتہ ہی نہیں چلا وہ چھت سے گر گئے۔ چوٹ وٹ بھی لگی۔ انہوں نے یہ کہا بھئی دیکھو یہ جو قوالی شوالی جو ہے یہ ہر شخص کو نہیں سننا چاہئیے۔ جو صاحب حال ہوانہیں سننی چاہئیے۔ جن لوگوں کا ذہن قوالی کے ذریعے یکسو ہوجائے ان کو سننی چاہئے۔ اور وہ بڑا اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ اب یہ جو قوالی ہے یہ تو فلمی گانے ہیں۔ قوالی میں یہ جو حال کی کیفیت ہوتی ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ آدمی شعوری کیفیات سے نکل کر لاشعوری کیفیات میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور اس سے کچھ لوگ جو ہیں ان کا جسم حرکت کرنے لگتا ہے۔ کچھ لوگ گم صم ہوجاتے ہیں۔ کچھ لوگ لیٹ ہی جاتے ہیں۔ یہ حال کی کیفیت ہے۔ لیکن اس سے کوئی روحانیت میں ترقی ہو، یہ ہو ایسی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ (اختتام)۔